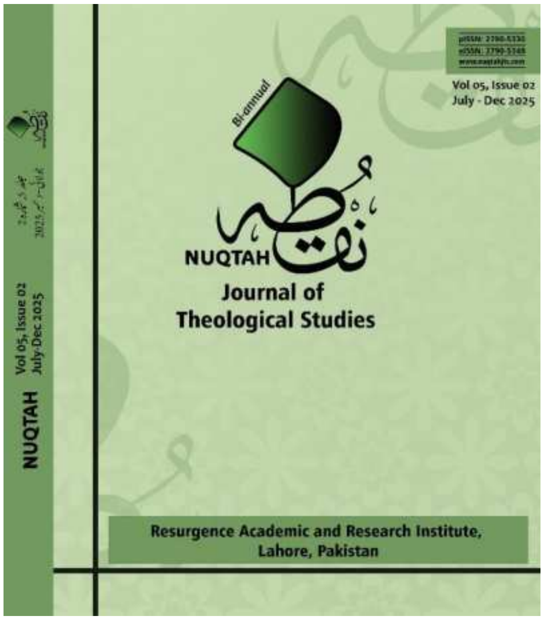

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

"قرآن اور سائنس میں تعاون: قدرتی نظامات اور حیاتیاتی مظاہر کا تحقیقی مطالعہ"

"Collaboration between the Quran and Science: A Research Study on Natural Systems and Biological Phenomena"

Dr. Muhammad Dawood Khan

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Bacha Khan University, Charsadda

muhammaddawoodkhan749@gmail.com

Sayed Ihtisham Ul Haq

Lecturer, Department of Islamic Studies, Bacha Khan University, Charsadda

sayedihtisham1991@gmail.com

Javed Khan

Lecturer, Department of Islamic Studies, Bacha Khan University, Charsadda

javedkhancharbagh@gmail.com

Published online: 15 Nov, 2025

View this issue

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

This research article investigates the harmonious relationship between Quranic teachings and modern scientific discoveries, focusing on natural systems and biological phenomena. The study examines several aspects of nature, including the water cycle, plant reproduction, the navigational skills of migratory birds, and communication among honeybees, demonstrating how these processes reflect a sophisticated design long before their scientific documentation. Historical perspectives from ancient philosophers, such as Thales, Aristotle, Plato, and Descartes, are compared with contemporary scientific findings, highlighting the evolution of human understanding of natural processes. The Quranic verses, particularly those describing the water cycle (e.g., *Surah An-Nahl: 68–69*) and the guided behaviour of bees, emphasize that these natural patterns are purposeful and divinely ordained. Observations in botany and zoology, such as the reproductive organs of plants, the precise migratory routes of birds, and the dance communication of honeybees, align closely with Quranic descriptions, revealing a remarkable consistency between revelation and empirical evidence. This interdisciplinary study illustrates that religious guidance and scientific knowledge are not mutually exclusive but complementary, offering insights into the laws governing the natural world. By integrating Quranic wisdom with historical and contemporary scientific perspectives, the article encourages deeper reflection on the complexity and order inherent in creation. It demonstrates that an informed understanding of natural systems enhances both scientific inquiry and spiritual appreciation, fostering a holistic view of life, ecology, and divine design.

Keywords: Quranic Guidance, Water Cycle, Honeybee Communication, Migratory Birds, Plant Reproduction

اسلام محض ایک مذہبی نظام نہیں بلکہ ایک ایسا ہمہ گیر اور فطری ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی جسمانی، ذہنی اور روحانی ضروریات کو مکمل طور پر پورا کرتا ہے۔ یہ دین اپنے ماننے والوں کو ہر دور میں علم، تحقیق اور مشاہدے کی راہ دکھاتا ہے اور انہیں کائنات میں پھیلی اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے کی مسلسل ترغیب دیتا ہے۔ خصوصاً سائنسی علوم کی ترویج اور فکری بیداری میں اسلام کا تاریخی کردار نہایت نمایاں ہے۔

قرآنِ حکیم بار بار انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے ماحول، فطری نظامات اور گردوپیش میں رونما ہونے والے واقعات کو محض دیکھنے پر اکتفانہ کرے بلکہ ان پر گہرے تدبر اور سنجیدہ غور و فکر کو اپنائے۔ یہ مشاہدہ اور عقل کا استعمال انسان کو کائنات کے پیچھے کار فرما حکمت، ترتیب اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کی شناخت تک لے جاتا ہے۔

اللہ ربّ العزت نے ساری کائنات کو اپنی قدرت کی بے شمار علامتوں سے مزین کیا ہے اور انسان کو ایسے ذرائع، صلاحیتوں اور فہم سے نوازا ہے جن کے ذریعے وہ ان نشانیوں کا ادراک کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں غور و تدبر کو ایمان کی پختگی، معرفتِ الٰہی اور حقیقت تک رسائی کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ، الَّذِيْنَ

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ([1])

"بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، اور رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے کے نظام میں اُن لوگوں کے لیے واضح نشانیاں موجود ہیں جو عقل و بصیرت رکھتے ہیں۔ یہ وہ بندے ہیں جو کھڑے ہوں، بیٹھے ہوں یا اپنے پہلو کے بل لیٹے ہوں، ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں، اور آسمان و زمین کی پیدائش پر گہرائی سے غور کرتے ہیں۔ پھر اُن کی زبان پر یہ پکار جاری ہو جاتی ہے ": اے ہمارے رب! یہ ساری مخلوق تیری حکمت کے بغیر بے مقصد نہیں بنائی گئی۔ تُو ہر طرح کی کمی اور باطل سے پاک ہے، پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔""([2])

یہ آیت ہمیں یہ سمجھاتی ہے کہ کائنات میں ہر شے ایک مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہے، اور انسان کا فطری فرض ہے کہ وہ عقل و تدبر کے ذریعے اس حکمت کی نشانیوں کو پہچانے۔ غور و فکر اور علمی تلاش قرآن کے بنیادی تقاضوں میں شامل ہیں، اور یہ انسان کو نہ صرف دنیاوی علوم کی طرف بلکہ روحانی بصیرت کی طرف بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

آج امت مسلمہ کی حقیقی ترقی اور بقا اس وقت ممکن ہے جب ہم دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی اور تحقیقی علوم کو بھی گہرائی اور احتیاط کے ساتھ اپنائیں۔ موجودہ دور میں اسلام کی صداقت اور حقانیت کو سائنسی شواہد کی روشنی میں واضح کرنا نہایت ضروری ہو گیا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کی کامیابی کا راز ان کی تخلیقی صلاحیتوں اور علمی تحقیق میں چھپا ہے، اور یہ وہی سمت ہے جس کی تلقین اسلام نے صدیوں قبل ہی کی تھی۔

قرآن اور سائنس میں کسی قسم کا تضاد نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کے معاون اور مکمل کرنے والے ہیں۔ قرآن انسانی عقل و فہم کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اصول وضع کرتا ہے، جبکہ سائنس قرآن کی تخلیقی آیات کو سمجھنے اور عملی طور پر ثابت کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس وجہ سے قرآن اور سائنس کے باہمی تعلق اور تعاون پر غور کرنا بے حد اہم ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ قرآن سائنس کے لیے رہنمائی کا جامع ماخذ ہے اور سائنس قرآن کی آیات کی عملی تعبیر کے لیے مددگار ذریعہ ہے۔

اسی تناظر میں اس مقالے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن اور سائنس کے ہم آہنگ پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے اور دکھایا جائے کہ اسلام میں علم و تحقیق کی جستجو نہ صرف دنیاوی فوائد کا سبب ہے بلکہ یہ عبادت اور معرفتِ الٰہی کے حصول کا بھی ایک اہم ذریعہ ہے۔

قرآن اور سائنس کا تعلق:

اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد انسان کی رہنمائی اور فکری بصیرت کو فروغ دینا ہے۔ قرآنِ مجید کا نزول انسان کو درست راہ دکھانے اور حق و باطل کے درمیان تمیز پیدا کرنے کے لیے ہوا۔ اس نے توحید، رسالت اور زندگی بعد از مرگ جیسے بنیادی عقائد کو واضح اور منطقی دلائل کے ساتھ بیان کیا، اور ساتھ ہی کائنات میں پھیلی ہوئی قدرتِ الٰہی کی نشانیاں بھی اجاگر کیں تاکہ انسان غور و فکر کے ذریعے خالقِ کائنات کی پہچان حاصل کر سکے۔

قرآنِ حکیم کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف عبادت اور اخلاقی اصولوں کی تعلیم نہیں دی، بلکہ اسے تدبر، تفکر اور علم کی تلاش کی طرف بھی راغب کیا۔ کچھ نشانیاں اللہ نے اپنی قدرت کے مظاہر کے طور پر پیش فرمائی ہیں، جبکہ بعض کے بارے میں انسان کو مشاہدہ،

تحقیق اور علمی جستجو کی دعوت دی گئی ہے۔ یہی خصوصیت قرآن کو محض ایک مذہبی کتاب نہیں بلکہ ایک جامع علمی رہنما بھی بناتی ہے، جو انسان کو سائنسی شعور اور تحقیقی بصیرت کی جانب مائل کرتی ہے۔

اسلام میں علم کا آغاز ہی قرآن کے پہلے حکم "اِقْرَأْ" (پڑھ!) سے ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (اے حبیب ﷺ!) اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا۔"(3)

یہ آیت اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ علم حاصل کرنے کا ہر عمل اللہ کی معرفت اور کائنات کے مظاہر کے مشاہدے سے مربوط ہونا چاہیے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر جدید سائنس کا تصور قائم ہے، کیونکہ سائنس دراصل مشاہدہ، تجربہ اور عقل و استدلال پر مبنی علم ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے انسانیت کو مشاہدہ، تجربہ اور منطقی فکر کے ذریعے سیکھنے اور سمجھنے کی ترغیب دی۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ "یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، اور رات اور دن کے باقاعدہ تبدیل ہوتے رہنے کے نظام میں اُن صاحبانِ عقل کے لیے بے شمار نشانیاں موجود ہیں۔"(4)

یہ آیت دراصل سائنسی تحقیق اور فکری شعور کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ قرآنِ کریم صرف ایمان کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ انسان کو فطرت کے اسرار کو سمجھنے اور اس پر غور و فکر کرنے کی بھی ہدایت دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ "اور اس نے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب کو اپنے حکم کے تحت مسخر کر دیا ہے۔"(5)

یہ ارشاد واضح کرتا ہے کہ کائنات انسان کے لیے مسخر کی گئی ہے، بشرطیکہ وہ تحقیق، مشاہدہ اور علمی غور و فکر کے ذریعے اس کے قوانین کو سمجھے اور ان سے فائدہ حاصل کرے۔ اسی حقیقت کو قرآن نے ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ "ہم عنقریب انہیں کائنات کے کناروں میں اور ان کے اپنے وجود میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہی حق ہے۔"(6)

اس آیتِ کریمہ میں ذکر کی گئی اندرونی (internal) اور بیرونی (external) نشانیاں دراصل سائنسی غور و فکر اور علمی تدبر کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ جب انسان اپنے جسم، فطرت اور کائنات کے نظام کا بغور مشاہدہ کرتا ہے تو اسے خالقِ حقیقی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اسی نقطۂ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن اور سائنس میں کوئی بنیادی تضاد نہیں پایا جاتا، بلکہ قرآن سائنسی تحقیق کے لیے اصولی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ قرآن ایک جامع ہدایت کا مجموعہ ہے، اور سائنس اس مجموعے کا ایک عملی جزو تصور کی جا سکتی ہے۔

جو افراد قرآن اور سائنس میں تصادم کی بات کرتے ہیں، وہ یا تو قرآن کے حقیقی مفاہیم سے ناواقف ہیں یا سائنسی تحقیق کی باریکیوں سے لاعلم ہیں۔ ماضی سے لے کر آج تک مسلمان مفکرین اور علماء کا موقف یہی رہا ہے کہ اسلام اور جدید سائنسی علوم میں گہری ہم آہنگی موجود ہے۔

قرآنِ مجید میں تقریباً ایک ہزار سے زائد آیات ایسی ہیں جو کائناتی مظاہر اور سائنسی حقائق کی نشاندہی کرتی ہیں، اور جدید سائنسی دریافتیں اکثر انہی آیات کی تصدیق کرتی ہیں۔ مشہور سائنس دان آئن اسٹائن کے الفاظ میں:

"Science without religion is lame, and religion without science is blind."

"سائنس بغیر روحانی رہنمائی کے ادھوری ہے، اور مذہب بغیر علمی بصیرت کے نابینا ہے۔"([7])

"یہ قول اصل میں اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ علم اور ایمان ایک دوسرے کے معاون اور مکمل جزو ہیں۔ قرآنِ مجید ان دونوں کے درمیان توازن قائم کرتا ہے، اور یہی توازن انسان کو علم و تقویٰ کے حسین امتزاج تک پہنچاتا ہے۔" قرآن مجید متعدد مقامات پر اہلِ ایمان کو تفکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ الَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ([8])

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور رات دن کے بدلنے میں *عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں*۔ جو لوگ * ہر حال میں: کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں *، اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں۔

اور فرمایا: إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ([9])

"بے شک رات اور دن کے بدلنے میں، اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے، یقیناً اس میں پرہیزگار لوگوں کے لیے *بڑی نشانیاں ہیں*۔

یہ آیات اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں کہ قرآن انسان کو کائنات کے مظاہر پر غور و فکر کی ترغیب دیتا ہے اور یوں سائنسی تحقیق کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن اور سائنس میں کسی قسم کا تضاد نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کے معاون اور تکمیلی ہیں۔ قرآن انسان کو علم، عقل، مشاہدہ اور تجربے کے ذریعے خالقِ کائنات کی پہچان کا راستہ دکھاتا ہے، اور یہی اصول جدید سائنسی تحقیق کے بنیادی فلسفے سے بھی ہم آہنگ ہیں۔

مذہب اور سائنس میں عدمِ تضاد:

مذہب اور سائنس کے درمیان کوئی حقیقی تضاد نہیں پایا جاتا کیونکہ دونوں کا دائرہ اور نوعیت مختلف ہے۔ سائنس تجربے، مشاہدے اور تحقیق کے ذریعے حقائق تک پہنچنے کا نام ہے، جس میں غلطی اور اصلاح کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ اس کے برعکس مذہب ایمان کی بنیاد پر قائم ہے، جو یقینی، غیر مشروط اور خطا سے پاک ہے۔ یوں دونوں ایک دوسرے کے لیے متضاد نہیں بلکہ مختلف طریقوں سے حقیقت کی جانچ اور پہچان کے وسائل فراہم کرتے ہیں۔ ایمان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔ "جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔"([10])

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایمان کا دارومدار مشاہدے یا تجربے پر نہیں بلکہ اسے بغیر کسی تجرباتی ثبوت کے قبول کرنے پر ہے۔ اس کے مقابلے میں، سائنس اپنے علم کو تجربات، مشاہدات اور تجرباتی شواہد کے ذریعے حاصل کرتی ہے اور اسی بنیاد پر اسے درست یا غلط قرار دیتی ہے۔

دائرۂ کار میں فرق:

مذہب اور سائنس میں تضاد نہ پائے جانے کی ایک اور اہم وجہ یہ ہے کہ دونوں کا دائرۂ کار مختلف ہے، جس کی بنا پر ان میں آپسی تصادم کا امکان ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے: جیسے ایک ہی سڑک پر دو گاڑیاں آپس میں ٹکرا سکتی ہیں، یا ریل گاڑیوں کا آپس میں ٹکرانا اسٹیشن ماسٹر کی غفلت

کے سبب ممکن ہوتا ہے، لیکن کار اور ہوائی جہاز یا کار اور بحری جہاز ایک دوسرے سے ٹکرا نہیں سکتے کیونکہ ان کے راستے جدا ہیں؛ کار سڑک پر، ہوائی جہاز فضاء میں اور بحری جہاز سمندر میں چلتا ہے۔

اسی طرح مذہب اور سائنس کے تعلق میں بھی تصادم کا امکان نہیں، کیونکہ دونوں اپنے الگ دائرۂ کار میں کام کرتے ہیں۔ سائنس مادی اور طبیعیاتی دنیا (physical world) کے مظاہر کا مطالعہ کرتی ہے، جبکہ مذہب مابعد الطبیعیات (metaphysical) یا ماورائے فطرت (supernatural) کے اصولوں اور حقائق سے متعلق ہے۔ اس فرق کی بنا پر یہ واضح ہوتا ہے کہ سائنس فطرت کے مظاہر کی جانچ پڑتال کرتی ہے، جبکہ مذہب انسان کے وجود، کائنات کے غیبی حقائق اور الٰہی احکام کی بحث کرتا ہے۔ نتیجتاً، دائرہ کار میں اختلاف کے باوجود دونوں میں کسی قسم کا ٹکراؤ یا تضاد پیدا نہیں ہوتا۔

اِقدام و خطاء کا فرق

اس ضمن میں ایک تیسری اہم دلیل یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے ہستی کے مختلف نظام بنائے ہیں، جو ہر ایک اپنی مخصوص خصوصیات اور قوانین کے تحت چل رہا ہے۔ مثلاً انسانی نظام، حیوانی نظام، جماداتی نظام، نباتاتی نظام، ماحولیاتی نظام، فضائی نظام اور آسمانی نظام وغیرہ۔ ان تمام نظاموں میں موجود حقائق کو دریافت کرنا اور ان کا مطالعہ کرنا سائنس کا بنیادی ہدف ہے۔

مذہب اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کائنات کے تمام مظاہر اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے نتیجے ہیں۔ اس تناظر میں سائنس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ کی تخلیق کردہ دنیا اور اس میں کام کرنے والے مختلف عوامل کا تفصیلی مطالعہ کرے اور کائنات میں چھپے سائنسی حقائق کو دریافت کرکے انسانیت کی بھلائی اور فلاح کے لیے پیش کرے۔(11)

قرآن اور سائنس میں تعاون کی راہیں:

قرآنِ مجید ہر لحاظ سے ایک زندہ معجزہ ہے اور ہر سورہ و ہر آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتی پیغام کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ کتاب صرف مذہبی ہدایت ہی نہیں بلکہ علم و فہم، عقل و شعور، اور تحقیقی بصیرت کا بھی سرچشمہ ہے۔ قرآن نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں، کائنات کے مظاہر، اور فطرت کے اسرار کی طرف توجہ دلائی، اور انسان کو غور و فکر اور تدبر کی دعوت دی۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآن میں بیان کردہ کئی حقائق ایسے ہیں جو تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل نازل ہوئے، اور آج جدید سائنسی دریافتیں انہی حقائق کی تصدیق کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر: کائنات کی تخلیق، زمین اور آسمان کا نظام، انسان کی پیدائش کے مراحل، پانی کی گردش، اور کائنات میں زندگی کے بنیادی عناصر کا وجود۔ یہ سائنسی شواہد نہ صرف قرآن کی صداقت کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ یہ بھی دکھاتے ہیں کہ قرآن انسانی فہم اور علم کے ارتقا کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اس طرح قرآن نہ صرف ایک روحانی اور اخلاقی رہنما ہے بلکہ سائنس اور تحقیق کے لیے بھی ایک مکمل ماخذ ہے، جو انسان کو علم و عقل کی راہوں پر چلنے اور خالقِ کائنات کی معرفت حاصل کرنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ ذیل میں ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں جہاں قرآن نے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل حقائق بیان کیے، اور آج جدید سائنس انہی باتوں کی تصدیق کر رہی ہے۔

1۔ ہر چیز پانی سے بنی ہے:

اَوَلَم یَرَ الَّذِيۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ کیاانکار کرنے والوں نے اس حقیقت پر غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین ایک بند حالت میں تھے، پھر ہم نے اپنی قدرت سے انہیں کھول کر الگ کیا؟ اور ہم نے ہر جاندار چیز کی زندگی کا مدار پانی ہی کو بنایا۔ پھر بھی یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے ؟[12]

مائکرواسکوپ کی ایجاد کے بعد آج سائنس یہ بات ثابت کرتی کہ ہر جاندار کے خلیے کا 90 فی صد حصہ پانی سے بنا ہے۔ لیکن قرآن نے یہ بات چودہ سو سال پہلے ہی کہہ دی تھی۔[13]

2۔ لوہا باہر سے لایا گیا:

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ ۚ وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالۡغَیۡبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ہم نے یقیناً اپنے رسول بھیجے تھے روشن دلائل کے ساتھ، اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری اور عدل کا معیار بھی، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے لوہا پیدا کیا، جس میں سخت قوت بھی ہے اور انسانوں کے لیے بے شمار فائدے بھی۔ یہ سب اس لیے ہے کہ اللہ ظاہر کر دے کہ کون لوگ، غیب پر ایمان رکھتے ہوئے، اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرنے والے بنتے ہیں۔ بے شک اللہ طاقت والا ہے، زبردست غلبہ رکھنے والا ہے۔[14]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوہا اس زمین کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور جگہ سے اتارا گیا ہے۔ سائنس اس بات کو اب ثابت کر رہی ہے کہ ہزاروں سال پہلے خلا سے ایک meteorites زمین پر مارا گیا جس سے زمیں پر لوہا پھیل گیا۔

3۔ آسمان محفوظ چھت:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے: وَجَعَلۡنَا السَّمَآءَ سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۖۚ وَّهُمۡ عَنۡ اٰیٰتِهَا مُعۡرِضُوۡنَ

اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنادیا، اور وہ اس (آسمان) کی نشانیوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔[15]

جدید سائنسی تحقیقات سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ آسمان زمین کے درجہ حرارت کو متوازن رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سورج کی کچھ ایسی شعاعیں جو زمین کے لیے مضر ہو سکتی ہیں، آسمان میں موجود مخصوص پرتیں انہیں زمین تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں، یوں یہ نظام انسانی زندگی اور ماحول کے تحفظ کے لیے ایک قدرتی حفاظتی پردہ فراہم کرتا ہے۔[16]

4۔ سورج اپنے مدار میں حرکت کرتا ہے:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہر ایک اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔[17]

انیسویں صدی تک دنیا یہ مانتی تھی کہ سورج ایک مقررہ جگہ پر موجود ہے اور زمین اور دیگر سیارے اس کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ تاہم جدید سائنسی تحقیق نے اس نظریے کو غلط ثابت کیا۔ آج سائنس کے مطابق سورج بھی اپنی مخصوص مدار میں گردش کر رہا ہے، اور دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے اس حقیقت کی نشاندہی صدیوں قبل ہی کر دی تھی۔([18])

5۔"کائنات کی ابتدا اور بگ بینگ تھیوری"

فلکیات کے ماہرین کائنات کی ابتدا کو ایک ایسے مظہر کے ذریعے بیان کرتے ہیں جسے وسیع پیمانے پر قبولیت حاصل ہے اور جسے "بگ بینگ" یا عظیم دھماکہ کہا جاتا ہے۔ گزشتہ کئی دہائیوں کے دوران فلکی طبیعیات اور فلکیات کے ماہرین نے مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر اس کے شواہد جمع کیے ہیں۔ بگ بینگ کے مطابق، کائنات ابتدا میں ایک عظیم کمیت کی شکل میں موجود تھی، جسے "Primary nebula" بھی کہا جاتا ہے، اور پھر ایک زبردست دھماکے کے بعد یہ کمیت پھیل کر کہکشاؤں کی شکل اختیار کر گئی۔ بعد میں یہ کہکشائیں تقسیم ہوئیں اور ستاروں، سیاروں، سورج، چاند اور دیگر فلکی اجسام کی صورت میں ظاہر ہوئیں۔ کائنات کی یہ ابتدا اتنی منفرد اور نادر تھی کہ اتفاقاً اس کے وجود میں آنے کا امکان تقریباً صفر تھا۔

قرآن پاک کی درج ذیل آیات میں ابتدائے کائنات کے متعلق بتایا گیا ہے:

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ([19])

"کیا انکار کرنے والوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین شروع میں باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں الگ کر دیا؟ اور ہم نے پانی کو ہر جاندار کی زندگی کا ذریعہ بنایا۔ پھر کیا وہ ایمان نہیں لاتے؟

اس قرآنی آیت اور بگ بینگ کے درمیان یہ حیران کن ہم آہنگی قابلِ انکار نہیں ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک کتاب، جو چودہ سو سال قبل عرب کے ریگستانی ماحول میں نازل ہوئی، کس طرح اپنے اندر ایسی شاندار اور غیر معمولی سائنسی حقیقت رکھ سکتی تھی۔

6۔ پھیلتی ہوئی کائنات:

1925ء میں امریکی ماہر فلکیات ایڈون ہبل (Edwin Hubble) نے مشاہداتی شواہد پیش کیے جن سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کہکشائیں ایک دوسرے سے دور ہٹ رہی ہیں،([20]) جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ آج یہ حقیقت جدید سائنسی علوم میں ایک مسلمہ اور تسلیم شدہ حقیقت کے طور پر موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ قرآن پاک میں کائنات کی فطرت اور خاصیت کے حوالے سے کیا ارشاد ہوتا ہے:

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ([21]) "اور آسمان کو ہم نے بڑی قوت سے بنایا ہے، اور ہم یقیناً (اسے) پھیلانے والے ہیں۔

عربی لفظ "موسعون" کا مفہوم درست طور پر یہ ہے کہ "ہم مسلسل پھیلاؤ اور وسعت عطا کرتے جا رہے ہیں"، جو ایک ایسی کائنات کی جانب اشارہ کرتا ہے جو مسلسل اپنی وسعت میں اضافہ کر رہی ہو۔ معروف ماہر فلکیات اسٹیفن ہاکنگ نے اپنی کتاب *A Brief History of Time* میں اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے۔ کائنات کے پھیلاؤ کا یہ انکشاف بیسویں صدی کے سب سے بڑے علمی اور فکری انقلابات میں سے شمار کیا جاتا ہے۔([22])

غور کیجیے کہ قرآن کریم نے کائنات کے پھیلاؤ کا ذکر اس زمانے میں کر دیا تھا جب انسان نے دوربین جیسی ایجاد بھی نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود بعض متشکک افراد یہ دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ قرآن میں فلکیاتی حقائق کا بیان کوئی غیر معمولی بات نہیں، کیونکہ عرب اس علم میں ماہر تھے۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ فلکیات میں عربوں کی مہارت کے عروج سے بھی کئی صدی قبل ہی قرآن کا نزول ہو چکا تھا، اور اس نکتے کا وہ ادراک نہیں کر پائے۔

مزید بر آں، اوپر بیان کردہ سائنسی حقائق، جیسے کہ بگ بینگ کے ذریعے کائنات کی ابتداء، اس وقت عربوں کے علم میں نہیں تھے، چاہے وہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں کتنے ہی ترقی یافتہ کیوں نہ تھے۔ لہٰذا قرآن میں موجود یہ سائنسی حقائق عربوں کی فلکیاتی مہارت کا نتیجہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عربوں نے فلکیات میں ترقی اس لیے حاصل کی کہ قرآن کریم نے فلکیاتی مظاہر اور مباحث کو اہمیت دی اور ان کی طرف توجہ مبذول کرائی۔

7۔ پودوں میں نر اور مادہ:

قدیم زمانے کے لوگ اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ پودوں میں بھی جانوروں کی طرح نر اور مادہ کی صنفیں پائی جاتی ہیں۔ تاہم جدید نباتاتی علوم نے یہ واضح کر دیا ہے کہ تقریباً ہر پودے میں نر اور مادہ کے اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ پودے جو یک صنفی (Unisexual) کہلاتے ہیں، ان میں بھی نر و مادہ کی خصوصیات کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہیں۔ اس طرح، پودوں کی صنفی تقسیم اور ان کے تولیدی نظام کی تفہیم آج جدید سائنسی تحقیق اور مطالعے کا حصہ بن چکی ہے۔ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّىٰ (23)

"وہی (اللہ) ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا، اور اس میں تمہارے چلنے پھرنے کے راستے بنائے، اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اسی پانی کے ذریعے ہم نے مختلف طرح کی بے شمار نباتات کے جوڑے پیدا کیے۔"

8۔ پھلوں میں نر اور مادہ کا فرق:

وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (24)

"وہی اللہ ہے جس نے زمین کو پھیلا کر اس میں پہاڑ اور دریا قائم کیے، اور ہر قسم کے پھلوں میں جوڑے پیدا کیے۔ وہی رات کو دن سے ڈھانپ دیتا ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

اعلیٰ درجے کے پودوں میں نسل کی افزائش (Reproduction) کا حتمی مظہر ان کے پھل ہوتے ہیں۔ پھل بننے سے قبل پودہ پھول کے مرحلے سے گزرتا ہے، جس میں نر اور مادہ کے اعضاء یعنی اسٹیمنز (Stamens) اور اوویولز (Ovules) موجود ہوتے ہیں۔ جب زردانہ (Pollen) کسی پھول تک پہنچتا ہے تو یہ عمل پھول کو بارور بناتا ہے اور اسے پھل میں تبدیل ہونے کے قابل کر دیتا ہے۔ پھل کے مکمل ہونے کے بعد، یہ اگلی نسل کے لیے بیج کی صورت میں ہر طرح سے تیار ہو جاتا ہے۔ اس طرح، ہر پھل خود اس بات کا مظہر ہے کہ پودوں میں نر و مادہ کے اجزاء موجود ہیں۔ یہ حقیقت، جو آج جدید سائنسی تحقیق سے واضح ہو چکی ہے، قرآنِ کریم میں ساڑھے چودہ سو سال قبل ہی بیان کی جا چکی تھی، جس میں قدرت کی اس شاندار تخلیق اور نسل افزائی کے اسرار کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (25) "اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

اس آیتِ کریمہ میں ہر چیز کو جوڑوں کے قالب میں پیدا کرنے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ یہ اصول صرف انسانوں اور جانوروں تک محدود نہیں بلکہ پودوں اور پھلوں میں بھی نر و مادہ کی جوڑیوں کی صورت میں موجود ہے۔ بعض محققین کے نزدیک یہ آیت ممکنہ طور پر ذرات اور توانائی کے بنیادی جوڑ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے، کیونکہ ہر ایٹم میں منفی چارج والا الیکٹران اور مثبت چارج والا نیوکلئیس پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کائنات میں بے شمار دیگر جوڑ بھی موجود ہیں، جو خالق کی حکمت، توازن اور نظام کی اعلیٰ درجہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

9۔ پرندوں کی پرواز

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ(26)

کیا انہوں نے آسمان میں پرندوں کو نہیں دیکھا جو سیدھی قطاروں میں پرواز کرتے ہیں اور پھر اتر جاتے ہیں؟ انہیں صرف رحمان اللہ ہی قابو میں رکھتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر بینائی رکھنے والا ہے۔

عربی لفظ "أَمسَکَ" کا لغوی مطلب کسی کے ہاتھ میں پکڑنا، روکنا، تھامنا یا کسی کی کمر پکڑنا ہے۔ مذکورہ آیت میں "يُمْسِكُهُنَّ" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور اختیار سے پرندوں کو ہوا میں قابو میں رکھتا ہے۔(27) ان آیات میں اس بات پر خاص توجہ دی گئی ہے کہ پرندوں کے رویے اور حرکت مکمل طور پر انہی قوانین کے تابع ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق میں مقرر فرمائے ہیں۔

جدید سائنسی تحقیقات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ بعض پرندوں کی پرواز کی بے مثال اور بے عیب صلاحیتیں ان کی **وسیع تر اور مربوط پروگرامنگ** (programming) کا نتیجہ ہیں، جو ان کی حرکات و سکنات کے تمام پہلوؤں کو کنٹرول کرتی ہے۔(28) مثال کے طور پر وہ پرندے جو ہزاروں میل دور تک نقل مکانی کرتے ہیں، ان کے **جینیاتی رموز** (Genetic codes) میں سفر کے تمام مراحل اور تفصیلات محفوظ ہوتی ہیں، جو انہیں یہ قابل بناتی ہیں کہ وہ نہایت کم عمری میں بھی بغیر کسی تجربے یا رہنما کے، ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر سکیں۔(29)

یہ صلاحیت صرف ایک طرفہ سفر کی تکمیل تک محدود نہیں رہتی۔ پرندے ایک مخصوص موسم یا تاریخ پر اپنے عارضی مسکن سے پرواز کرتے ہیں، اور واپسی کے سفر میں بھی اپنی نسلوں کے ٹھیک مقام تک بالکل درست پہنچ جاتے ہیں۔(30) یہ مظاہر ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے اندر **ملا ہوا، مربوط اور دقیق پروگرام** موجود ہے، جو ان کے جسم کے ہر عمل کو ہموار کرتا ہے۔

پروفیسر ہمبر گر نے اپنی کتاب Power and Fragility میں **مٹن برڈ** (**Matin Bird**) کی مثال پیش کی ہے، جو بحر الکاہل کے خطوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ پرندہ نقل مکانی کے دوران تقریباً 24,000 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتا ہے، اور یہ سفر ایک **8 کی شکل میں** مکمل کرتا ہے۔ مٹن برڈ یہ طویل سفر صرف چھ ماہ میں پورا کرتا ہے اور اپنی ابتدائی جگہ پر زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کی تاخیر کے ساتھ واپس پہنچتا ہے۔(31)

ایسے پیچیدہ اور منظم سفر کے لیے لازمی ہے کہ پرندے کے **اعصابی خلیات** (nervous cells) میں معلومات محفوظ ہوں، یعنی ایک **مکمل پروگرام کی صورت میں** جسم میں دستیاب رہیں۔(32) اگر اس پرندے کے اندر اتنی باضابطہ اور مربوط پروگرامنگ موجود ہے تو یہ حقیقت اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ اسے تخلیق کرنے والا کوئی ہنر مند پروگرامر یا خالق بھی یقیناً موجود ہے۔

10۔ شہد کی مکھی اور اس کی مہارت

وَ اَوْ حٰی رَ بُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ ا تَّخِذِ یْ مِنَ الْجِبَا لِ بُیُوْ تًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِ شُوْ نَ ہ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَا سْلُکِیْ سُبُلَ رَ بِّکِ ذُ لُلًا [33]

اور تمہارے رب نے مکھیوں کو وحی کی: پہاڑوں، درختوں اور جہاں یہ چھپ سکتی ہیں وہاں اپنی چھتیں بنالو۔ پھر ہر پھل سے کھاؤ اور اپنے رب کے راستے کو ٹھیک طریقے سے اختیار کرو۔

اینگلینڈ کے سائنسدان وان فرش (Von Frisch) نے 1973ء میں شہد کی مکھیوں کے رویے اور ان کے رابطے وابلاغ (Communication) کے مطالعے پر نوبل انعام حاصل کیا۔ ان کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ جب کسی شہد کی مکھی کو کوئی نیا پھول یا باغ دکھائی دیتا ہے، تو وہ واپس چھتے میں جا کر اپنی ساتھی مکھیوں کو اس مقام کی درست سمت اور وہاں پہنچنے کے طریقے کی تفصیلی معلومات فراہم کرتی ہے۔ یہ معلومات خاص جسمانی حرکات کے ذریعے منتقل کی جاتی ہیں، جسے عام زبان میں "بی ڈانس (Bee dance) " کہا جاتا ہے۔ یہ کوئی معمولی رقص نہیں بلکہ ایک منظم اور مقصدی عمل ہے، جس کے ذریعے کارکن مکھیوں (Worker bees) کو بتایا جاتا ہے کہ پھول کس سمت میں ہیں اور وہاں پہنچنے کے لیے کس انداز میں پرواز کرنا ضروری ہے۔

جدید سائنسی آلات جیسے فوٹوگرافی اور دیگر مشاہداتی تکنیکیں ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہیں کہ شہد کی مکھی کس طرح اپنا کام انجام دیتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے صدیوں پہلے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو خاص مہارت عطا فرمائی ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے رب کے مقرر کردہ راستے کو پہچان لیتی ہے۔

ایک قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں شہد کی مکھی کے لیے جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، وہ مادہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جیسے فَاسْلُکِی اور کُلِی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ مکھی جو غذا کی تلاش اور چھتے کی خدمت کے لیے جاتی ہے، ہمیشہ مادہ ہوتی ہے۔ یعنی چھتے میں محنت کرنے والی سپاہی یا کارکن مکھی بھی مادہ ہی ہوتی ہے، جو اپنی محنت، ذہانت اور مہارت کے ذریعے پورے چھتے کو غذائیت اور بقا فراہم کرتی ہے۔[34]

11۔ تین تاریک پردوں کی حفاظت میں رکھا گیا جنین(fetus)

هُوَ الَّذِي يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ[35] "وہی ہے جو تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک کے بعد ایک مراحل میں پیدا کرتا ہے، تین تہہ دار تاریکیوں میں۔ یہی تمہارا رب ہے، جس کا سب پر اختیار ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کس طرح پھیر دیے جاؤ گے ؟"

پروفیسر ڈاکٹر کیتھ مور کے مطابق قرآنِ مجید میں جن تین تہوں یا پردوں کا ذکر آیا ہے جو جنین کی نشوونما کے دوران تاریکی فراہم کرتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

1۔ ماں کے پیٹ کی اگلی دیوار

2۔ رحمِ مادر کی دیوار

3۔ جنین کو گھیرے ہوئے غلاف اور اس کے گرد لپٹی ہوئی جھلی (amnio-chorionic membrane) ([36])

12۔ آبی چکر: (water cycle)

آبی چکر کے بارے میں سب سے پہلے واضح اور منظم تصور 1580ء میں **برنارڈ پیلیسی** (**Bernard Palissy**) نے پیش کیا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ سمندروں کا پانی بخارات میں تبدیل ہوتا ہے، جو سرد ہو کر بادلوں کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ یہ بادل خشکی کی طرف بڑھتے ہیں، ان میں پانی کی **تکثیف** (**Condensation**) ہوتی ہے، اور بارش کی صورت میں زمین پر آتے ہیں۔ بارش کا پانی جھیلوں، ندیوں، جھرنوں اور دریاؤں میں جمع ہوتا ہے اور واپس سمندر کی طرف بہتا ہے، اس طرح پانی کا یہ چکر مسلسل جاری رہتا ہے۔ ([37])

قدیم یونانی فلسفی **تھیلس** (**Thales**) نے ساتویں صدی قبل از مسیح میں پانی کے گردش کے ابتدائی تصورات پیش کیے۔ ان کے مطابق سطح سمندر پر باریک باریک آبی ذرات (spray) پیدا ہوتے ہیں، جو تیز ہوا کے اثر سے خشکی کی طرف پہنچتے ہیں اور بارش کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ([38])

مزید برآں، پرانے زمانے میں لوگ زیرِ زمین پانی کے ماخذ سے ناواقف تھے۔ **افلاطون** (**Plato**) کے زمانے میں یہ خیال تھا کہ سمندر کا پانی ہوا کی طاقت کے زیرِ اثر براعظموں کے اندرونی حصوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ تصور قدیم فلسفی افلاطون کے زمانے سے موجود تھا اور اسے "ٹار ٹارس" (Tartarus) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اٹھارویں صدی کے مفکر **ڈیسکارٹس** (**Descartes**) نے بھی اسی خیال کی حمایت کی تھی۔ ([39])

انیسویں صدی تک، پانی کے چکر کے سلسلے میں **ارسطو** (**Aristotle**) کا نظریہ سب سے زیادہ مقبول رہا۔ ارسطو کے مطابق پہاڑوں کے سرد غاروں میں پانی کی **تکثیف** (**Condensation**) ہوتی ہے، جو زیرِ زمین جھیلیں بناتی ہے اور چشموں کی صورت میں زمین پر نمودار ہوتی ہے۔ ([40])

آج یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ بارش کا پانی زمین میں موجود سوراخوں اور دراڑوں کے ذریعے رس کر زیرِ زمین پہنچتا ہے اور یوں چشموں اور قلیل بہاؤ کے پانی کے ذرائع وجود میں آتے ہیں۔ درج ذیل آیات قرآنی میں اس نکتے کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ([41])

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر اسے زمین میں چشموں کی صورت میں بہایا، اور اسی کے ذریعے مختلف رنگوں کے پودے اگائے؟

قدیم فلسفیوں کے نظریات، جدید سائنس، اور قرآن کی آیات سب ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں: پانی ایک مسلسل چکر میں زمین و آسمان کے درمیان گردش کرتا ہے، اور یہ نظام انسانی زندگی، پودوں اور جانداروں کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ سائنس اور دین دونوں نے انسان کو اس قدرتی مظہر پر غور و فکر کی دعوت دی ہے، جو قدرت کی حکمت اور کائنات کی پیچیدہ منصوبہ بندی کو ظاہر کرتا ہے۔

خلاصہ:

یہ تحقیقی مطالعہ قرآن اور جدید سائنسی دریافتوں کے درمیان ہم آہنگی پر مرکوز ہے۔ مطالعہ میں پانی کے چکر، پودوں کی تولید، پرندوں کی نقل مکانی، اور شہد کی مکھیوں کی مواصلات جیسے مظاہرے شامل ہیں، جو قرآن کی آیات کے مطابق اللہ کی حکمت اور قدرت کی نشانیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ تاریخی فلسفیوں کے خیالات کے مقابلے میں جدید سائنس کے مشاہدات یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن میں بیان کردہ قدرتی مظاہر علمی شواہد سے ہم آہنگ

ہیں۔ قرآن انسان کو غور و فکر، مشاہدہ اور تحقیق کی دعوت دیتا ہے، جبکہ سائنس ان مظاہر کی عملی وضاحت فراہم کرتی ہے۔ اس مطالعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب اور سائنس تضاد نہیں رکھتے بلکہ ایک دوسرے کو مکمل اور تقویت دیتے ہیں، اور اس کے ذریعے انسانی شعور اور روحانی معرفت دونوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

حوالہ جات:

---

[1] ۔ سورہ آل عمران:190–191

Surah Aal-e-Imran: 190–191

[2] ۔ مفتی محمد تقی عثمانی، آسان ترجمۂ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، سنِ اشاعت 2018ء، سورۃ آلِ عمران، آیات 190–191۔

Mufti Muhammad Taqi Usmani, Asan Tarjuma-e-Quran, Maktabah Ma'arif-ul-Quran, Karachi, 2018, Surah Aal-e-Imran, Ayahs 190–191.

[3] ۔ سورۃ العلق:1

Surah Al-ʻAlaq: 1

[4] ۔ سورۃ آلِ عمران:190

Surah Al-Imran: 190

[5] ۔ سورۃ الجاثیہ:13

Surah Al-Jathiyah: 13

[6] ۔ سورۃ فصلت:53

Surah Fussilat: 53

[7] ۔Albert Einstein, Science, Philosophy and Religion: A Symposium (New York: Conference on Science, Philosophy and Religion, 1941), p. 28.

[8] ۔ سورۃ آلِ عمران:190–191

Surah Āl ʻImrān: 190–191

[9] ۔ سورۃ یونس:6

Surah Yūnus: 6

[10] ۔ سورۃ البقرہ:3

Surah Al-Baqarah: 3

[11] ۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، 2001ء، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ص60

Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri, Islam and Modern Science, 2001, Minhaj-ul-Quran Publications, Lahore, p. 60

[12] ۔ سورۃ الانبیاء:30

Surah Al-Anbiyā' (21:30)

[13] ۔ Alberts, Bruce; Johnson, Alexander; Lewis, Julian; Morgan, David; Raff, Martin; Roberts, Keith; Walter, Peter. Molecular Biology of the Cell. 6th ed. New York: W. W. Norton & Company, 2014.

[14] ۔ سورۃ الحدید:25

Surah Al-Hadid (57:25)

[15] ۔ سورۃ الانبیاء:32

Surah Al-Anbiya (21:32)

[16] ۔Seigneur, Christian. "The Stratospheric Ozone Layer." In Air Pollution: Concepts, Theory and Applications, pp. 125-145. Cambridge: Cambridge University Press, 2019.

[17] ۔ سورۃ الانبیاء:33

Surah Al-Anbiya (21:33)

[18] ۔Falkner, Andrew; Morrison, David; Wolfe, Sydney. Astronomy 2e. Houston, Texas: OpenStax, March 9, 2022.

[19] ۔ سورۃ الأنبیاء، آیت نمبر 30

Surah Al-Anbiya (21:30)

[20] ۔Hubble, Edwin P. "A Relation between Distance and Radial Velocity among Extra-Galactic Nebulae." Proceedings of the National Academy of Sciences of the United States of America 15, no. 3 (March 15 1929): 168-173.

[21] ۔ سورۃ الذّاریات، آیت نمبر 47

Surah Adh-Dhariyat (51:47)

[22] ۔Hawking, Stephen. A Brief History of Time. London: Bantam Books, 1988, p. 42.

[23] ۔ سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر 53

Surah Taha, Ayah 53

[24] ۔ سورۃ الرعد، آیت نمبر 3

Surah Ar-Ra'd, Ayah 3

[25] ۔ سورۃ الذّاریات، آیت نمبر 49

Surah Adh-Dhāriyāt, Ayah 49

[26] ۔ سورۃ الملک، آیت نمبر 19

Surah Al-Mulk, Ayah 19

[27] ۔ تفسیر معارف القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، جلد 8، ص 431

Tafsir Maʿarif al-Qurʾan, Maulana Muhammad Idris Kandhlawi, Vol. 8, p. 431

[28] ۔Humberger, Peter. Power and Fragility. Oxford: Oxford University Press, 2005.

[29] ۔Newton, Ian. The Migration Ecology of Birds. London: Academic Press, 2008

[30] ۔Alerstam, Tomas, Anders Hedenström, and Staffan Åkesson. "Long-distance Migration: Evolution and Determinants." Oikos 103, no. 2 (2003): 247–260.

[31] ۔Humberger, Peter. Power and Fragility. Oxford: Oxford University Press, 2005

[32] ۔Wiltschko, Wolfgang, and Roswitha Wiltschko. Animal Navigation: The Ultimate Journey. Berlin: Springer, 2010.

[33] ۔ سورۃ النحل، آیت 68–69

Surah An-Nahl, Ayahs 68–69

[34] ۔von Frisch, Karl. The Dance Language and Orientation of Bees. Cambridge, MA: Harvard University Press, 1967.

[35] ۔ سورۃ الزمر، آیت نمبر 6

Surah Az-Zumar, Ayah 6

[36] ۔Moore, Keith L., Abdul-Majeed A. Zindani, E. Marshall Johnson, Gerald C. Goeringer, Joe Leigh Simpson, and Mustafa A. Ahmed. Human Development as Described in the Qurʾan and Sunnah: Correlation with Modern

[37] ۔Palissy, Bernard. Discours et Entretiens sur l'Origine des Eaux et la Formation des Sources. Paris: 1580

[38] ۔Thales of Miletus. In Early Greek Natural Philosophy, edited by Jonathan Barnes, 12–15. London: Penguin Classics, 1979

[39] ۔ Plato. Timaeus. Translated by Benjamin Jowett. Oxford: Clarendon Press, 1892; Descartes, René. Principles of Philosophy. Amsterdam: 1644

[40] ۔ Aristotle. Meteorology. Translated by E. W. Webster. London: Heinemann, 1923

41 ۔ سورۃ النمل، آیت 60

Surah An-Naml, Ayah 60